International Journal of Islamic Studies & Culture ISSN-2709-3905
http://ijisc.com.pk/index.php/IJISC/issue/view/192 PISSN-2709-3891
(Volume.3, Issue.4 (2023)
(October - December)

"Tourism" in the Qur'an and Sunnah Perspectives

"سیاحت "قرآن وسنت کے تناظر میں

Amjid Ali
Dr. Hafiz Mohsin Zia Qazi
Ph.D. Scholar, Institute of Islamic Studies and Shariah, My University Islamabad.
Associate Professor Director Institute of Islamic Studies and Shariah, My University Islamabad. (hod.islamicstudies@myu.edu.pk)

Abstract
There are traces of nine ancient nations on the planet, they have the status of a living and eternal history. All the developed nations of the world are using them. And sometimes the written history is obscured by these traces. Along with the lifestyle, civilization and culture of the previous nations, they also inform about their physical features. Such as the pyramids of Egypt, the Qasr-Ksari and the monuments of the nation of Aad and Smood, etc. Visiting and studying these living historical monuments is better than turning the pages of many tourist and historical books. The Holy Quran is a book of wisdom, and it informs about matters up to the Day of Judgment and provides awareness of the future. Tourism is also a special topic of the Holy Quran. So that lessons can be learned from these historical evidences. Tourism is allowed in Islam, but the aim of Islam is not to have airy entertainment, this element is implicit in the order of entertainment on earth. Leaders and thinkers of all other religions, after sitting in a corner, travel around the world for thinking about creation. And this order has been given in Prescriptive Chemistry. Now it is the need of the time to get out of the limited thinking angles and give them knowledge. It should be done with breadth.

Keywords: Islam, Tourism, Principles, Limitation, Entertainment, Topography

تعارف موضوع

انسان زمین پر اللہ کریم کی قدرت کے شاہکاروں میں سے ایک عظیم شاہکار ہے انسان کو اللہ تعالی نے اپنی دیگر تمام مخلوقات سے جدا پیدا کیا ہے اور اسے اشرف المخلوقات ہونے کا شرف عطا فرمایا ہے اور تخلیق آدم کے وقت وَنَفَخْتُ فِيهِ مِن رُّوحِي[1]۔اس اعلان کے ساتھ انسان کو تعظیم و تکریم کے بلند مرتبے پر فائز فرمایا جس طرح انسان اپنی تخلیق میں دیگر تمام مخلوقات سے جدا ہے اسی طرح انسان اپنے افکار وطبائع کے لحاظ سے بھی دوسری مخلوقات سے الگ تھلگ ہے باقی تمام مخلوقات اپنے روز مرہ کے معمولات میں اکتاھٹ اور بے چینی کا شکار نہیں ہوتی ہیں انہیں جن مقاصد کے لئے پیدا کیا گیا ہے اس میں مصروف عمل رہتیں ہیں لیکن حضرت انسان کو تسخیر کائنات کے لئے پیدا کیا گیا ہے اور اس میں وہ مسلسل محنت اور لگن سے روبمنزل ہے جس کی وجہ سے کبھی کبھی ذہنی اور جسمانی تھکاوٹ اسے اکتاہٹ کا شکار کر دیتی ہے بلکہ بعض دفعہ وہ چڑ چڑے پن کا شکار بھی ہو جاتا ہے اس اکتاھٹ اور چڑ چڑے پن کو راحت میں تبدیل کرنے کے لئے اور روز مرہ کے معمولات سے ہٹ کر چند دن بسر کرنے کے لئے انسانی فطرت اسے سیر و تفریح کی طرف راغب کرتی ہے تاکہ اسے کچھ وقت اپنے عزیز وا قارب میں گزارنے کا موقع ملے جس طرح ایک فرد کو مذکورہ بالا امور سے بچنے کے لئے جسمانی راحت اور آسودگی کی ضرورت ہوتی ہے اسی طرح ایسی تقریبات کا انعقاد بھی قوموں کی زندگی میں بڑی اہمیت کا حامل ہوتا ہے اور ایسی تقریبات نمائش تہوار میلے اور اس جیسی دوسری سر گرمیوں کا انعقاد کر کے قوموں کی زندگی میں حرارت پیدا کی جاتی ہے دنیا بھر کی طرح پاکستان میں بھی اس طرح کی تقریبات کا انعقاد کیا جاتا ہے جس کی تازہ ترین مثال پنجاب کے اندر

سرکاری سطح کے اوپر کلچر ڈے کا اہتمام ہے لیکن ہمارے ہاں ان مواقع پر بھی قوم بکھری ہوئی نظر آتی ہے اور دو طبقات کے اندر تقسیم واضح طور پر دیکھی جاسکتی ہے لبرل اور سیکولر طبقہ ان تقریبات کو بلا تخصیص حدود و قیود کے منانا پسند کرتا ہے جب کہ مذہبی طبقہ کا تصور اس کے بالکل برعکس ہے قوموں کے اندر یہ فکر قوموں کے شیرازہ کو بکھیر دیتی ہے اور تمام اقوام اس کو اچھی نظر سے نہیں دیکھتی ہیں جب کہ ہمارا مذھبی طبقہ بھی فقط اعتراض کی حد تک محدود رہتا ہے اس کے عملی حل کے لئے وہ بھی قوم کی رہنمائی نہیں کرتا حالانکہ ضرورت اس امر کی ہے کہ مذہبی طبقہ آگے بڑھے اور اس حوالے سے قوم کی رہنمائی کرے اور اسلام کی اعتدال پسندی کو اجاگر کرے۔

یہ آرٹیکل اس حوالے سے ہے سیاحت اور اسلام ہم اس کے اندر سیاحت کے حوالے سے قرآن اور سنت نبوی کی روشنی میں سیاحت کے جواز اور اس کی اھمیت و مقاصد فی زمانہ بیان کریں گے۔

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے اور اسلام کی امتیازی شان یہ ہے اسلام انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں پر گفتگو کرتا ہے دیگر مذاہب کی کتب کی طرح فقط چند مخصوص چیزوں کا جامع نہیں ہے جب یہ ایک مکمل ضابطہ حیات ہے تو یہ انسانی زندگی کے متعلقہ جملہ امور کے بارے میں بحث کرتا ہے اور یہ اسلام ہی کا خاصہ ہے کہ انسانی فطرت کو ملحوظ رکھتے ہوئے سب سے پہلے اسلامی افواج کو چار ماہ بعد چھٹی کا اہتمام کیا گیا تاریخ الخلفاء میں علامہ جلال الدین سیوطی نے نقل فرمایا ہے ایک رات امیر المومنین سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ گشت فرمارہے تھے تو آپ کے کانوں میں ایک عورت کی آواز پڑھیں جو اپنے شوہر کی جدائی میں ایسے اشعار پڑھ رہی تھی جو اس کے غم کا اظہار کرنے والے تھے آپ نے اپنی زوجہ سے مشورے کے بعد دوسرے دن تمام محاذوں پر اپنے حاکموں کو یہ لکھ کر بھیجا کہ کوئی شخص چار مہینے سے زیادہ میدان جنگ میں نہ رہے یعنی چار ماہ بعد اسے گھر جانے کی اجازت دی جائے۔[2]

اور اسی طرح عیدین پر خوشی اور مسرت کے حوالے سے احادیث مبارکہ میں آتا ہے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے حضرت ابو بکر تشریف لائے تو میرے پاس انصار کی لڑکیاں وہاں اشعار گارہی تھی جو انصار نے بعاث کے موقع پر کہے تھے حضرت عائشہ نے کہا یہ گانے والی نہیں ہیں حضرت ابو بکر نے کہا رسول اللہ کے گھر میں یہ شیطانی باجے اور یہ عید کا دن تھا آخر الزور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابو بکر نے فرمایا ہر قوم کی عید ہوتی ہے اور آج ہماری عید ہے۔[3]

عید والے دن بچیوں کا دف بجانا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا منع نہ فرمانا خوشی کے مواقع پر ان چیزوں کی اجازت مرحمت فرمانا یہ ساری چیزیں اسلام کے مکمل ضابطہ حیات ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔ ھم سب سے پہلے سیاحت کا مفہوم پھر قرآن وسنت سے اس کا اثبات پھر سیاحت کے مقاصد اس کے بعد سیاحت کے آداب اور آخر میں نتائج تحقیق اور سفارشات پیش کی جائیگی۔

سیاحت کا لغوی مفہوم

سیاحت مختلف مقامات کو دیکھنے کے لئے جانا اور سفر کے لئے استعمال ہوتا ہے یہ لفظ عربی اور اردو دونوں زبانوں کے اندر مستعمل ہے سیاحت تفریح فرحت بخشانہ صحت افزائی اطمینان بخشی یا قدرتی نظاروں کو دیکھنے کے لئے استعمال ہوتا ہے اصل میں یہ لفظ عربی ہے اور اس کا مادہ س ی رھے (ض) سیر او میسرا او مسیر چلنا سفر کرنا چلانا جیسے یہ کہا جاتا ہے اول راض سنۃ من یسیرھا (کسی سنت پر راضی ہونے والا پہلا شخص جو اس کے مطابق عمل کرے یا اس پر چلے۔)[4] اردو میں اس کے لیے سیر وسیاحت کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے سیر چلنا ہے اسی سے لفظ سیرت بھی ہے سیر سے اسم مبالغہ سیاہ بنتا ہے جس کا معنی سیاحت کرنے والا گھومنے والا جہاں گرد بہت زیادہ سیر کرنے والا مسافر اور راہی کے ہیں۔[5]

سیاحت کا اصطلاحی مفہوم

اصطلاح میں اس سے مراد فرصت کے اوقات میں کسی خاص جگہ کو دیکھنے کے لیے اور اس کے کے مشاہدہ و معابرہ کے لئے سفر کرنا سیاحت کہلاتا ہے۔ سیاحت تفریحی فرعت بخشانہ صحت افزائی اطمینان بخشی یا قدرتی نظاروں کو دیکھنے کے مقاصد کے لئے لئے سفر کرنا ہے۔ یہ اس وقت ایک مقبول عالمی تفریحی سرگرمی بن چکی ہے سیر وسیاحت ایک ایسی سرگرمی ہے جو انسان کے دماغی جسمانی اور سماجی تینوں اوصاف کو جلا بخشتی ہے۔ کبھی پیش بندی سے اور کبھی کبھی اچانک بھی سیر و تفریح کو مرتب کیا جاتا ہے۔ اور کبھی حکومتی سطح پر بھی اس کا اہتمام کیا جاتاھے۔ سیاحت ہمیشہ تعمیری ہونی چاہیے۔ غیر ضروری اور ضرر رساں سرگرمیوں سے گریز کیا جائے۔ لوگوں کی تکلیف کا باعث نہ ہو اور کار سرکار میں رکاوٹ بھی نہ ہو۔ اوقات فارغ کا اچھا اور خوبصورت استعمال کیا جائے۔ اور اس سے ذہنی اور جسمانی فرحت اور سرور بھی حاصل ہوتا ہے۔ یہ ایک ایسی سرگرمی ہے۔ جو اکثر رضاکارانہ طور پر عمل پذیر ہوتی ہے۔ اور اس میں جبر واکراہ نہیں ہوتا ہے۔ اور اس کے لئے ایک محرک کا ہونا بھی ضروری ہے اس کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ موجودہ دور میں یہ ہر ملک اور کلچر کے اندر موجود

ہے۔ لیکن مذہب وثقافت کی وجہ سے سیاحتی سرگرمیاں ایک دوسرے سے الگ تھلگ ہوتی ہیں۔ لیکن گلوبلائزیشن کی وجہ سے یہ تفریق دن بدن کم ہوتی جا رھی ھے۔

سیاحت قرآن وسنت کے آئینے میں:

قرآن کریم اور حدیث میں سیر کا مادہ اور اس کے مشتقات س ی ر متعدد بار استعمال ہوئے ہیں لیکن لفظ سیاحت عام طور پر قرآن وحدیث میں نہیں دیکھا گیا مگر سیر کا مفہوم اس پر کلی طور پر دلالت کرتا ہے قرآن کریم میں فارغ وقت کو گزارنے کے لیے ایک مکمل نظم بیان کیا گیا ہے جس کی طرف اللہ کریم نے سورہ الانشراح کے اندر اشارہ فرمایا ہے: فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ[6] (جب آپ کو فرصت ہو، عبادت میں مشغول ہو جائیں۔)

مگر اللہ کریم کی مقرر کردہ حدود کے اندر رہتے ہوئے دیگر پر کیف اور پر لطف مشاغل کے اندر وقت گزاری جو شریعت اسلامیہ کے دائرہ کار کے اندر ہوں اور شریعت اسلامیہ کے مطابق ہو اس کی اجازت ہے ایک اور مقام پر اللہ کریم نے سورہ الانعام کے اندر ارشاد فرمایا: قُلْ سِيْرُوْا فِى الْاَرْضِ ثُمَّ انْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ[7] (آپ فرمادو زمین میں سیر کرو پھر دیکھو کہ جھٹلانے والوں کا کیسا انجام ہوا۔)

قرآن حکیم نے بارہا زمین میں سیر وسیاحت کا حکم دیا ہے لیکن صرف تفریح طبع کے لئے نہیں بلکہ عبرت پذیری کے لئے۔ لہو ولعب کے لئے نہیں بلکہ علمی مقاصد اور تاریخی نتائج اخذ کرنے کے لئے تاکہ گزری ہوئی قوموں کے مسمار شدہ محلات، باغات، قلعوں اور شہروں کو دیکھ کر ہم اپنی اصلاح کریں اور ہمیں وہ روز بد نہ دیکھنا پڑے جو اللہ تعالی کی نافرمانی کی سزا میں انہیں دیکھنا پڑا تھا۔ اس نیت سے سیر وسیاحت کرنا باعث ثواب اور موجب رضا الہی ہے۔ چنانچہ علامہ قرطبی نے صراحت کی ہے کہ ایسا سفر مستحب ہے جو گزری ہوئی امتوں اور اجڑے ہوئے شہروں کے آثار اور کھنڈرات دیکھ کر عبرت حاصل کرنے کے لئے کیا جائے۔ ھذا السفر مندوب الیہ اذا کان علی سبیل الاعتبار باثار من خلا من الامم واھل الدیار[8] قرآن کریم میں ایک اور مقام پر سورہ العنکبوت کے اندر اللہ کریم کا ارشاد گرامی ہے:

"قُلْ سِيْرُوْا فِى الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ بَدَاَ الْخَلْقَ ثُمَّ اللّٰهُ يُنْشِئُ النَّشْاَةَ الْاٰخِرَةَ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ"[9]

کہہ دو ملک میں چلو پھرو پھر دیکھو کہ اس نے کس طرح مخلوق کو پہلی دفعہ پیدا کیا، پھر اللہ آخری دفعہ بھی پیدا کرے گا، بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالی کی معرفت حاصل کرنے کیلئے اس کی قدرت کے نظاروں جیسے دریاؤں، پہاڑوں اور زمین کے دیگر عجائبات کی سیر کرنا بھی عبادت ہے۔

قرآن کریم میں اللہ کریم فرماتا ہے۔

"قُلْ سِيْرُوْا فِى الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلُ كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّشْرِكِيْنَ"[10]

آپ فرمادیجئے کہ تم زمین میں سیر وسیاحت کیا کرو پھر دیکھو پہلے لوگوں کا کیسا (عبرت ناک) انجام ہوا، ان میں زیادہ تر مشرک تھے۔

علامہ آلوسی فرماتے ہیں۔ "مسوق لتاکید سبب المعاصی لغضب الله تعالیٰ ونکاله حیث امروا بان یسیروا فینظروا کیف اھلک الله تعالیٰ الامم واذاق ھم سوء العاقبة لمعاصی ھم"[11]

یہ سلسلہ بیان ہے معاصی کے سبب اللہ تعالی کے غضب اور عذاب کی وضاحت کا جس کے لئے حکم کئے گئے تھے کہ سیر کرو تو دیکھو کس طرح ہلاک کیا اللہ تعالیٰ نے پہلی امتوں کو اور ان کے معاصی کو کیسا برا انجام ہوا اور ان میں کم مشرک نہ تھے بلکہ اکثریت مشرکین کی تھی جو تدمیر کی موجب ہوئی۔ اللہ کریم فرماتے ہیں۔

"وَ جَعَلْنَا بَيْنَهُمْ وَ بَيْنَ الْقُرَى الَّتِىْ بٰرَكْنَا فِيْهَا قُرًى ظَاهِرَةً وَّ قَدَّرْنَا فِيْهَا السَّيْرَ سِيْرُوْا فِيْهَا لَيَالِىَ وَ اَيَّامًا اٰمِنِيْنَ"[12]

اور ہم نے ان باشندوں کے اور ان بستیوں کے درمیان جن میں ہم نے برکت دے رکھی تھی، (یمن سے شام تک) نمایاں (اور) متصل بستیاں آباد کر دی تھیں، اور ہم نے ان میں آمد و رفت (کے دوران آرام کرنے) کی منزلیں مقرر کر رکھی تھیں کہ تم لوگ ان میں راتوں کو (بھی) اور دنوں کو (بھی) بے خوف ہو کر چلتے پھرتے رہو۔

پیر محمد کرم شاہ الازہری ضیاء القرآن میں اس آیت کے تحت ارشاد فرماتے ہیں جب وہ خوش حالی اور آرام کی زندگی بسر کر رہے تھے اس وقت اس علاقہ کی چہل پہل کا یہ حال تھا کہ یمن سے لے کر شام فلسطین تک سارا راستہ آباد تھا۔ جگہ جگہ پر رونق بستیاں تھیں ایک شہر سے نکلے تو دوسرے شہر کے اونچے اونچے مکانوں کی منڈیریں دکھائی دینے لگیں۔ ابھی ایک شہر کی چہل پہل ختم نہ ہوتی تو دوسری بستی کی دلچسپیاں مسافروں کی توجہ کو جذب کرنے لگتیں۔

''بینہم'' سے مراد سبا کا علاقہ ہے۔ ''القری التی بارکنا'' سے مراد شام وفلسطین کے قصبے اور شہر ہیں جن کو اللہ تعالی نے بابرکت کیا تھا۔ ''قری ظاھرۃ'' سے مراد وہ گاؤں اور بستیاں ہیں جو کسی شاہراہ پر واقع ہونے کی وجہ سے مسافروں کو دور سے نظر آنے لگتی ہیں۔ یا وہ شہر جن میں اونچے اونچے محلات اور ایوان راہگیروں

کو دعوت نظارہ دیتے ہیں۔ ''ظاہرہ'' کا ایک معنی عامرہ بھی ہے یعنی آباد۔ قیل ظاہرۃ ای عامرۃ۔ (بحر محیط) (ہم نے سفر کی منزلیں ان میں مقرر کردی تھیں۔) کوئی شب باشی کے لئے، کوئی دوپہر کا قیلولہ کرنے کے لئے۔ ہر جگہ ہر طرح کا سامان راحت میسر، آرام دہ سرائیں اور شاندار ہوٹل اپنے مہمانوں کے لئے چشم براہ۔ یہاں سفر کے لئے ضروری نہیں تھا کہ دن کے اجالے میں ہی ہو۔ رات ہو یا دن ہر مسافر امن وامان سے اپنا سفر جاری رکھ سکتا تھا۔ نہ دن کو کسی قزاق کا خدشہ نہ رات کو لٹ جانے کا خوف۔[13]

اللہ کریم فرماتے ہیں:

"هُوَ الَّذِيْ يُسَيِّرُكُمْ فِي الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ ؕ حَتّٰۤى اِذَا كُنْتُمْ فِي الْفُلْكِ ۚ وَ جَرَيْنَ بِهِمْ بِرِيْحٍ طَيِّبَةٍ وَّ فَرِحُوْا بِهَا جَآءَتْهَا رِيْحٌ عَاصِفٌ وَّ جَآءَهُمُ الْمَوْجُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَّ ظَنُّوْۤا اَنَّهُمْ اُحِيْطَ بِهِمْ ۙ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۚ۬ لَىٕنْ اَنْجَيْتَنَا مِنْ هٰذِهٖ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ"[14]

وہی ہے جو تمہیں خشک زمین اور سمندر میں چلنے پھرنے (کی توفیق) دیتا ہے، یہاں تک کہ جب تم کشتیوں میں (سوار) ہوتے ہو اور وہ (کشتیاں) لوگوں کو لے کر موافق ہوا کے جھونکوں سے چلتی ہیں اور وہ اس سے خوش ہوتے ہیں تو (ناگہاں) ان (کشتیوں) کو تیز و تند ہوا کا جھونکا آلیتا ہے اور ہر طرف سے ان (سواروں) کو (جوش مارتی ہوئی) موجیں آگھیرتی ہیں اور وہ سمجھنے لگتے ہیں کہ (اب) وہ ان (لہروں) سے گھر گئے (تو اس وقت) وہ اللہ کو پکارتے ہیں (اس حال میں) کہ اپنے دین کو اسی کے لئے خالص کرنے والے ہیں (اور کہتے ہیں: اے اللہ!) اگر تو نے ہمیں اس (بلا) سے نجات بخش دی تو ہم ضرور (تیرے) شکر گزار بندوں میں سے ہو جائیں۔

قرآن کریم میں اللہ کریم فرماتے ہیں:

"اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ دَمَّرَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ۫ وَ لِلْكٰفِرِيْنَ اَمْثَالُهَا (۱۰) ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ مَوْلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ اَنَّ الْكٰفِرِيْنَ لَا مَوْلٰى لَهُمْ"[15]

تو کیا انہوں نے زمین میں سفر نہ کیا کہ دیکھتے ان سے اگلوں کا کیسا انجام ہوا اللہ نے اُن پر تباہی ڈالی اور ان کافروں کے لیے بھی ویسی کتنی ہی ہیں یہ اس لیے کہ مسلمانوں کا مولیٰ اللہ ہے اور کافروں کا کوئی مولیٰ نہیں

اللہ کریم ارشاد فرماتے ہیں:

"اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَتَكُوْنَ لَهُمْ قُلُوْبٌ يَّعْقِلُوْنَ بِهَاۤ اَوْ اٰذَانٌ يَّسْمَعُوْنَ بِهَا ۚ فَاِنَّهَا لَا تَعْمَى الْاَبْصَارُ وَ لٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوْبُ الَّتِيْ فِي الصُّدُوْرِ"[16]

تو کیا انہوں نے زمین میں سیر و سیاحت نہیں کی کہ (شاید ان کھنڈرات کو دیکھ کر) ان کے دل (ایسے) ہو جاتے جن سے وہ سمجھ سکتے یا کان (ایسے) ہو جاتے جن سے وہ (حق کی بات) سن سکتے، تو حقیقت یہ ہے کہ (ایسوں کی) آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں لیکن دل اندھے ہو جاتے ہیں جو سینوں میں ہیں۔

{افلم یسیروا فی الارض: تو کیا یہ لوگ زمین میں نہ چلے۔} اس آیت میں کفار مکہ کو زمین میں سفر کرنے پر ابھارا گیا تا کہ وہ کفر کی وجہ سے ہلاک ہونے والوں کے مقامات دیکھیں اور ان کے آثار کا مشاہدہ کر کے عبرت حاصل کریں، چنانچہ فرمایا گیا کہ کیا کفار مکہ نے زمین میں سفر نہیں کیا تا کہ وہ سابقہ قوموں کے حالات کا مشاہدہ کریں اور ان کے پاس ایسے دل ہوں جن سے یہ سمجھ سکیں کہ انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام کو جھٹلانے کی وجہ سے ان قوموں کا کیا انجام ہوا اور اس سے عبرت حاصل کریں یا ان کے پاس ایسے کان ہوں جن سے پچھلی امتوں کے حالات، ان کا ہلاک ہونا اور ان کی بستیوں کی ویرانی کے بارے میں سنیں تا کہ اس سے عبرت حاصل ہو۔ پس بیشک کفار کی ظاہری حس باطل نہیں ہوئی اور وہ ان آنکھوں سے دیکھنے کی چیزیں دیکھتے ہیں بلکہ وہ ان دلوں کے اندھے ہیں جو سینوں میں ہیں اور دلوں ہی کا اندھا ہونا غضب ہے اور اسی وجہ سے آدمی دین کی راہ پانے سے محروم رہتا ہے۔[17]

عبرت و نصیحت حاصل کرنے کے لئے فائدہ مند دو چیزیں:

اس آیت سے معلوم ہوا کہ ان مقامات کو دیکھنا جہاں اللہ تعالی کا عذاب نازل ہوا ہے اور ان قوموں کے بارے میں سننا جن پر اللہ تعالی نے عذاب نازل فرمایا ہے، عبرت اور نصیحت حاصل کرنے کے لئے بہت فائدہ مند ہے اور اس دیکھنے اور سننے سے فائدہ اسی صورت میں اٹھایا جا سکتا ہے جب دل سے غور و فکر کرتے ہوئے ان چیزوں کو دیکھا اور ان کے بارے میں سنا جائے اور جو شخص عذاب والی جگہوں کا مشاہدہ تو کرے اور عذاب یافتہ قوموں کے بارے میں سنے، پھر ان کے حالات و انجام میں غور و فکر نہ کرے تو وہ عبرت و نصیحت حاصل نہیں کر پاتا، لہذا جب بھی کسی ایسی جگہ سے گزر ہو جہاں اللہ تعالی کا عذاب نازل ہوا تھا یا عذاب میں مبتلا ہونے والی قوم کے واقعات سنیں تو اس وقت دل سے ان پر غور و فکر ضرور کریں تا کہ دل میں اللہ تعالی کے عذاب کا خوف اور ڈر پیدا ہو اور اللہ تعالی کی نافرمانی سے بچنے اور اس کی اطاعت گزاری کرنے میں مدد ملے۔

"سُبْحٰنَ الَّذِيْٓ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِيْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِيَهٗ مِنْ اٰيٰتِنَا ۭ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ"[18]

وہ ذات (ہر نقص اور کمزوری سے) پاک ہے جو رات کے تھوڑے سے حصہ میں اپنے (محبوب اور مقرّب) بندے کو مسجدِ حرام سے (اس) مسجدِ اقصٰی تک لے گئی جس کے گرد و نواح کو ہم نے بابرکت بنا دیا ہے تاکہ ہم اس (بندۂ کامل) کو اپنی نشانیاں دکھائیں، بیشک وہی خوب سننے والا خوب دیکھنے والا ہے۔

مندرجہ بالا تمام آیات مبارکہ اس بات کے اوپر صراحت سے دلالت کرتی ہیں کے کسی بھی مقام کی سیر و سیاحت رات کے وقت یا دن کے وقت مخصوص مقاصد کے تحت کرنا جائز ہونے کے ساتھ ساتھ ضروری امر بھی ہے تاکہ انسان پہلی قوموں سے عبرت حاصل کرے اور اعمال سے بھی بچنے کی کوشش کرے جو اعمال انہوں نے کیے اور اللہ کریم کی پکڑ میں آگئے اور پریشانی اور غم کی حالت میں تناؤ کو کم کرنے کے لئے کسی ایسی جگہ کی سیر کرنا جہاں انسان پہلے نہ گیا ہو اس کی غم کی کیفیت کو دور کر دیتا ہے جیسا کہ معراج شریف کا واقعہ اس بات کی پر شاہد ہے کہ اللہ کریم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو عام الحزن والے سال میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج کروائی تو یہ تمام چیزیں اس بات پر دال ہیں کی سیر و سیاحت حدود و قیود میں رہتے ہوئے کرنا نہ صرف درست عمل ہے بلکہ بعض اوقات ضروری بھی ہے۔

سیاحت حدیث مبارکہ کی روشنی میں:

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے اور کوئی بھی مسلمان اپنی زندگی کے معمولات کو آگے بڑھانے سے پہلے قرآن و سنت سے رہنمائی حاصل کرتا ہے قرآن کریم سے سیر و سیاحت کے حوالے سے چند آیات مبارکہ کا ترجمہ اور مختلف تفاسیر کے حوالوں کے بعد اب ہم یہاں پر چند احادیث مبارکہ کا تذکرہ کریں گے جن سے سفر سیاحت اور تفریح کے بارے میں اسوہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہمیں رہنمائی حاصل ہو گی۔

حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’تین دعائیں مقبول ہوتی ہیں ان میں کوئی شک نہیں ہے: مظلوم کی دعا، مسافر کی دعا اور بیٹے کے اوپر باپ کی دعا۔‘‘[19] حدیث معراج اس حوالہ سے ہماری مکمل رہنمائی کرتی ہے۔[20] یہ حدیث مبارکہ سیاحت کے جملہ امور کی وضاحت کرتی ہے جن کو ہم تفصیل سے مقاصد سیاحت کے اندر ذکر کریں گے۔

حدیث نمبر 3 حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ ، حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ ، قَالَ : سَمِعْتُ سَلَمَةَ بْنَ الْأَكْوَعِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ، قَالَ : مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى نَفَرٍ مِنْ أَسْلَمَ يَنْتَضِلُونَ ، فَقَالَ : النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ارْمُوا بَنِي إِسْمَاعِيلَ فَإِنَّ أَبَاكُمْ كَانَ رَامِيًا ارْمُوا ، وَأَنَا مَعَ بَنِي فُلَانٍ ، قَالَ : فَأَمْسَكَ أَحَدُ الْفَرِيقَيْنِ بِأَيْدِيهِمْ ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : مَا لَكُمْ لَا تَرْمُونَ ، قَالُوا : كَيْفَ نَرْمِي وَأَنْتَ مَعَهُمْ ؟ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : ارْمُوا فَأَنَا مَعَكُمْ كُلِّكُمْ[21]

نبی کریم ﷺ کا قبیلہ بنو اسلم کے چند صحابہ پر گزر ہوا جو تیر اندازی کی مشق کر رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اسماعیل علیہ السلام کے بیٹو! تیر اندازی کرو کہ تمہارے بزرگ دادا اسماعیل علیہ السلام بھی تیر انداز تھے۔ ہاں! تیر اندازی کرو، میں بنی فلاں (ابن الادرع رضی اللہ عنہ) کی طرف ہوں۔ بیان کیا، جب آپ ﷺ ایک فریق کے ساتھ ہو گئے تو (مقابلے میں حصہ لینے والے) دوسرے فریق نے ہاتھ روک لیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا بات پیش آئی، تم لوگوں نے تیر اندازی بند کیوں کر دی؟ دوسرے فریق نے عرض کیا جب آپ ﷺ ایک فریق کے ساتھ ہو گئے تو بھلا ہم کس طرح مقابلہ کر سکتے ہیں۔ اس پر آنحضور ﷺ نے فرمایا اچھا تیر اندازی جاری رکھو، میں تم سب کے ساتھ ہوں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ إِلَّا إِلَى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ: الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ، وَمَسْجِدِ الرَّسُوْلِ صلى الله عليه وآله وسلم، وَمَسْجِدِ الْأَقْصٰى".[22]

’’مسجدِ حرام، مسجدِ نبوی اور مسجدِ اقصیٰ کے سوا کسی (اور مسجد) کی طرف (زیادہ ثواب کے حصول کی نیت سے) رختِ سفر نہ باندھا جائے۔‘‘

مطلق سفر کرنے کی ممانعت نہیں ہے اور نہ ہی حدیث مبارکہ کا یہ مقصود ہے بلکہ اس سے یہ مفہوم لینا غیر شرعی ہونے کے ساتھ ساتھ دینی مصالح کے متصادم ہے۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود تجارت کے لئے سفر کیا اور دیگر متعدد اسفار بھی فرمائے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین نے دین سیکھنے کے لیے سفر کیے اور دین سکھانے کے لیے بھی محو سفر رہے مثلاً حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالی عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ منورہ کے رہائشیوں کو دین سکھانے کے لیے بھیجا۔

ائمہ اور بزرگان دین نے تحصیل بی تو ارادت کے لئے سفر فرمائے اور آج بھی لوگ حصول علم تجارت اور دیگر امور کی بجا آوری کے لئے مختلف شہروں کا سفر بلکہ مختلف ملکوں کا سفر کرتے ہیں۔ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ تعالی نے فتح الباری شرح صحیح البخاری میں درج بالا حدیث پر بحث کرتے ہوئے لکھا ہے۔

"ان المراد حکم المساجد فقط وانہ لا تشد الرحال الی مسجد من المساجد فیہ غیر ھذا الثلاثۃ واما قصد غیر المساجد لزیارۃ صالح او صاحب او طلب علم او تجارۃ او نزھۃ فلا بحث ولا یدخل فی النھی۔"[23]

اس میں مقصد فقط مساجد ہیں مطلب یہ ہے سیاح زیارت ثواب حاصل کرنے کے لیے ان تین مسجدوں کے علاوہ کسی اور مسجد کی طرف رخت سفر نہ باندھے جہاں تک کسی بزرگ عزیز رشتہ داریا دوست کی زیارت اور ملاقات کا تعلق ہے یا تجارت اور حصول علم اور تفریح کے لیے سفر اختیار کرنا ہے تو یہ اس حکم میں داخل نہیں ہے جس کی تائید حدیث مبارکہ بھی کرتی ہے جو مسند امام احمد بن حنبل کے اندر موجود ہے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالی عنہ کے سامنے کوہ طور پر نماز پڑھنے کا ذکر کیا تو انہوں نے کہا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کسی نمازی کو زیادہ ثواب کی نیت سے کسی مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے سفر نہیں کرنا چاہیے سوائے مسجد حرام مسجد اقصی اور میری مسجد مسجد نبوی کے فرشتوں کا زمین کی سیاحت کرنا بھی حدیث مبارکہ سے ثابت ہے اور ان رشتوں کو ملائکہ سیاحین کہا جاتا ہے۔[24]

حصول علم کے لئے سفر کرنا بھی حدیث مبارکہ سے ثابت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے اور یہ حدیث مبارکہ حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ''مَنْ سَلَكَ طَرِيقًا يَلْتَمِسُ فِيهِ عِلْمًا سَهَّلَ اللَّهُ لَهُ طَرِيقًا إِلَى الْجَنَّةِ"[25]

افزائش صحت ہی کے خیال سے حضور پاک ﷺ نے سیر و تفریح کو پسند فرمایا۔ کھلی فضا میں آپؐ ہوا خوری کے لیے خود تشریف لے جاتے اور اپنے صحابیوں کو بھی باغوں اور سبزہ زاروں کی سیر کراتے تھے۔ ہرے بھرے کھیتوں اور سرسبز باغوں میں اللہ کے پیاروں کی محفل جمتی، فطرت کے نظارے ہوتے۔ اس وقت قدرت کے حسین نظاروں سے آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچاتے ہوئے آپؐ اپنے پیارے صحابیوں سے فرماتے: ''تمہاری آنکھوں کا بھی تم پر حق ہے

عہد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں صحابیات سیر کے لئے گھروں سے باہر تشریف لے جایا کرتی تھی مدینہ شریف کے اندرونی علاقے میں عورتیں باہم مل کر تشریف لے جایا کرتی اگر مدینہ شریف سے باہر تشریف لے جانا مقصود ہوتا تو محارم کے ساتھ سفر کرتی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا ام مسطح رضی اللہ تعالی عنہ مدینہ شریف کے مختلف علاقوں میں تشریف لے جایا کرتی تھی اور دوران سفر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ازواج کے درمیان قرعہ اندازی فرمایا کرتے تھے جس کا نام قرعہ اندازی میں نکلتا اسے اپنے ساتھ لے جایا کرتے تھے۔[26]شتر سواری اونٹوں پر سواری کرنا اہل عرب کا بہت محبوب مشغلہ ہے یہاں تک کہ اہل عرب کی عورتوں کی دیگر صفات کی طرح شتر سواری بھی ایک صفت ہے۔[27]بعض اوقات عورتیں پالکی میں بھی سفر کیا کرتی تھی جیسا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالی عنہ کی برات والے سے واقع پتہ چلتا ہے۔

باغوں کی سیر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم باغوں کی سیر کرنا پسند فرماتے تھے کبھی آپ اکیلے تشریف لے جایا کرتے تھے اور کبھی آپ اپنے صحابہ کرام کے ساتھ تشریف لے جایا کرتے تھے۔[28]

آقا کریم علیہ صلاۃ وسلام کی زندگی کے حوالے سے سارے اسفار کا تذکرہ موجود ہے کیوں کہ سفر سیاحت بذات خود ایک ایکٹیویٹی ہونے کے ساتھ ساتھ علم و عبرت کا ذریعہ بھی ہے لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسفار اس وجہ سے منفرد ہیں دوران سفر حدی خوانی کا اہتمام کیا جاتا تھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دوران سفر شادی بھی فرمائیں اور ولیمہ بھی دوران سفر ہی کیا۔[29]

ایک دفعہ دوران سفر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو پیلو کے پھل چنتے دیکھا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کالے رنگ کے چنو وہ زیادہ اچھے ہوتے ہیں۔[30]اب چند صحابہ کرام کے اقوال ذکر کیے جاتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں۔ "ارعوا القلوب فان القلب اذاکرہ عمی"[31](اپنے دلوں کی تفریح کا اہتمام کرو کیونکہ دل کو اگر کسی کام پر مجبور کیا جائے تو وہ اندھا ہو جاتا ہے۔) سیدنا علی المرتضی رضی اللہ تعالی عنہ کا فرمان ہے دلوں کی تفریح کا خیال رکھا کرو اور ان کے لئے دانش وحکمت پر مبنی لطائف وطرائف کا بھی اہتمام کرو کیوں کہ دل بھی اسی طرح یک رنگ سے اکتا جاتا ہے جیسے بدن۔[32]حضرت ابو درداء کا فرمان ہے میں جائز کھیل کود سے اپنے دل کی تفریح کا اہتمام کرتا ہوں یہ میرے لئے حق پر قائم رہنے کے لئے زیادہ قوی ہے۔[33]

مقاصد سیاحت:

بندہ مومن کا کوئی کام بھی بغیر کسی مقصد کے نہیں ہوتا بلکہ وہ زندگی کے تمام کام کسی خاص مقصد کو حاصل کرنے کے لئے کرتا ہے جس طرح دیگر کاموں کی انجام دہی کا مطلب کچھ خاص مقاصد کا حصول ہوتا ہے اسی طرح اسلام جس سیر وسیاحت کی طرف ہماری رہنمائی کرتا ہے اس کے لئے کچھ خاص مقاصد کا تعین بھی کرتا ہے جو کہ درج ذیل ہیں:

نمبر 1: دماغی اور جسمانی صحت

نمبر 2: کردار سازی

نمبر 3: حصول علم

نمبر4: عبرت کا حصول

نمبر5: کریکٹر بلڈ نگ

نمبر6: دعوت دین

اسلام کے ہر کام کے اندر حکمت پوشیدہ ہوتی ہے اور ان پوشیدہ حکمتوں تک رسائی کے لیے قرآن وسنت ہماری رہنمائی کرتے ہیں اگر ہم سیر و تفریح کو قرآن و سنت کے آئینے میں دیکھیں تو اسلام نے ان کے لیے کچھ خاص مقاصد متعین فرمائے ہیں یہاں ان کا ایک ایک کر کے متذکرہ کرتے ہیں۔

نمبر1: دماغی اور جسمانی صحت کے لیے سیاحت

زندگی ایک جہد مسلسل کا نام ہے اور کامیابیوں کے زینے طے کرنے کے لیے انسان کو سخت محنت کرنا پڑتی ہے جس کی وجہ سے وہ دماغی اور جسمانی تھکاوٹ کا شکار ہو جاتا ہے ان دونوں چیزوں سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لئے وہ اپنے ماحول میں تبدیلی کرتا ہے اور کسی سیاحتی علاقے کا رخ کرتا ہے تاکہ اس کے جسم اور روح کو بالیدگی اور پاکیزگی حاصل ہو آج دنیا کے اندر جتنے جدید سروے کیے گئے ہیں ان سے بھی یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ جو لوگ اپنی زندگیوں میں سیاحت کو شامل رکھتے ہیں ان کی زندگی اور سکون اور خوبصورت ہوتی ہیں ان لوگوں کی بنسبت ان لوگوں کے جو ہمہ وقت ایک ہی قسم کے کام میں مشغول رہتے ہیں ان کی زندگی چڑچڑے پن کا شکار ہو جاتی ہے جو ان کی فیملی لائف کو تباہ کر دیتی ہے اسلام میں اس کی بہترین مثال شب معراج ہے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دو انتہائی ہر دلعزیز ہستیاں یعنی حضرت ابو طالب اور ام المومنین سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالی عنہ دنیا سے تشریف لے گئی اور اسی وجہ سے اس سال کو عام الحزن کا سال کہا جاتا ہے تو اللہ کریم نے اس پریشانی اور غم والے ماحول کو تبدیل کرنے کے لئے اور ان کیفیات سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نکالنے کے لئے سیاحت لامکاں کا اہتمام فرمایا جس کا تفصیلی تذکرہ قرآن وحدیث کے اندر موجود ہے اسے یہ بات پتہ چلتی ہے کہ سیاحت ایک ایسا عمل ہے جو انسان کے جسم اور روح دونوں کو سکون واطمینان عطا کرتا ہے غم اور پریشانی کے وقت ماحول کو تبدیل کرنا اور کسی مخصوص وقت کے لیے کسی مخصوص خوبصورت علاقے میں جانا انسان کی ذہنی کیفیات کو تبدیل کر دیتا ہے۔

نمبر2: کردار سازی

جہاں سیاحت انسان کے جسم اور روح کو تازگی مہیا کرتی ہے وہی سیاحت سے کردار سازی کا عمل بھی ترقی کی منزلیں طے کرتا ہے جب انسان اپنے گھر کے ماحول سے باہر نکلتا ہے اور مختلف گروپ ایکٹویٹیز کے اندر شرکت کرتا ہے تو بعض اوقات اس کے سلسلے میں سے کام بھی آتے ہیں جو عام روٹین لائف میں وہ سر انجام نہیں دیتا اس سے انسان کے کردار کے اوپر مثبت اثرات مرتب ہوتے ہیں سیاحت کے اندر کیمپنگ کرنا کھانا پکانا کھانا کھلانا برتن دھونا دوستوں کی راہنمائی کا اہتمام کرنا کسی ایک کو گروپ لیڈر بنانا پھر اس کی اطاعت کرنا اس جیسے دیگر جتنے بھی امور ہیں یہ انسان کے کردار کو بلند و بالا کرتے ہیں اور حدیث مبارکہ میں اس حوالے سے رہنمائی موجود ہے ایک دفعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے غلاموں کے ساتھ باہر تشریف لے گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک بکری ذبح کرنے کا حکم ارشاد فرمایا تو ایک آدمی نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں بکری ذبح کروں گا دوسرے نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں کھال اتاروں گا ایک اور نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں پکاؤں گا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں لکڑیاں جمع کروں گا تو غلاموں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم اس کام کے لیے کافی ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں تم سے اپنے آپ کو ممتاز کرنا ناپسند کرتا ہوں۔[34]

یہ حدیث مبارکہ بھی اس بات کی تائید کرتی ہے کس سیاحت سے کریکٹر بلڈنگ میں مدد ملتی ہے اور انسان کی کردار سازی میں نکھار پیدا ہوتا ہے اور اس حدیث مبارکہ کا مصداق آج کے سیاحتی پروگراموں میں کیمپنگ کی دی جاسکتی جان تمام کام تقسیم کار کے تحت سرانجام دیے جاتے ہیں اور اس سے انسان کو مختلف چیزیں سیکھنے کا موقع ملتا ہے۔

نمبر3: حصول علم

سیاحت حصول علم کے ذرائع میں سے خوبصورت ذریعہ ہے اور اسلام علم کے حصول کا سب سے بڑا داعی ہے کیونکہ اسلام کے اندر جو سب سے پہلی آیت مبارکہ اتری اس میں اللہ کریم نے ارشاد فرمایا۔

"اِقۡرَاۡ بِاسۡمِ رَبِّكَ الَّذِىۡ خَلَقَ‌ۚ"[35]

اپنے رب کے نام سے پڑھیے جس نے پیدا کیا۔

غار حراجو مکہ مکرمہ سے دور ایک بلند و بالا پہاڑی کے اندر موجود ہے اس سے پہلی وحی کا آغاز ہوا جس سے علم کی اہمیت اور زیادہ واضح ہو جاتی ہے دوسرا ریاضت و مجاہدہ کے لئے گھر سے نکلنا بھی پسندیدہ امور نبویہ میں سے ہے اس کا ادراک بھی ہوتا ہے بعض اوقات وہ تاریخی مقامات یا جغرافیائی حدود و قیود کتابوں میں پڑھنے سے تسلی اور تشفی کی حد تک انسانی عقل میں نہیں آتی جیسا کہ ان مقامات پر جا کر ان کو دیکھنے سے ہی ان کا یقین حاصل ہوتا ہے آج دنیا کے اندر ایسے لوگوں کے نام تاریخ کے اندر ثبت ہیں جنہوں نے تاریخی سفر کیے ہے ان سے مختلف علوم و فنون کو حاصل کیا اور پھر ان معلومات کو کتابوں کی زینت بنایا اور بعض سیاح ایسے بھی گزرے ہیں جنہوں نے دنیا کے اندر ایسے ملکوں کو دریافت کیا جن سے لوگ نابلد تھے اس کی ایک مشہور مثال امریکہ ہے جس کو دورانے سیاحت دریافت کیا گیا اور بعض گزشتہ تہذیبوں کے متعلق بھی یہ بات پتہ چلتی ہے ان آثار کو دیکھے بغیر کسی نتیجے پر پہنچنا ممکن نہیں سفر سیاحت علم کا ایک بہترین ذریعہ ہے اور سلف صالحین نے علم کے حصول کے لیے بے شمار سفر کیے ہیں اور ان کی مثالیں کتابوں کے اندر موجود ہیں ہم صرف ایک مثال کا تذکرہ کرنے پر اکتفا کرتے ہیں۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے طلبِ حدیث کے لئے خراسان، عراق، مصر، شام اور دیگر دور دراز علاقوں کے سفر کئے۔[36] دیگر محدثین نے بھی علم کے حصول کے لئے بہت دور دراز علاقوں کے سفر کئے اور پھر اپنے سفر ناموں کو قلم بند کیا اس موجودہ وقت کے اندر بھی علمائے کرام جب مختلف علاقوں کے سفر پر جاتے ہیں تو پھر وہ سفر کی داستان کو قلمبند فرماتے ہیں جو اہل علم کے لیے بے شمار معلومات کا ذریعہ ہوتی ہے۔

نمبر4: حصول عبرت

تاریخ اپنے اندر ایسی اقوام کے تذکروں کو بھی محفوظ کی ہوئی جن کا اس دور میں موجود ناپید ہے لیکن ان کے آثار کو دیکھنے سے انسان کو عبرت حاصل ہوتی ہے کہ اتنے نامور لوگ اور ذہین و فطین اور دنیا کے اوپر راج کرنے والی قومیں آج بے نام و نشاں نہیں انکی آثار کو دیکھ کر انسان ان سے عبرت حاصل کرتا ہے اور اپنی زندگی کو اس روش پر چلانے سے گریز کرتا ہے جن پر وہ چلے اور تباہ و برباد ہوگئے اور بندہ مومن کی زندگی اللہ کریم کی رضا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی حاصل کرنا ہوتا ہے اور اسی کی طرف قرآن کریم ہماری رہنمائی فرماتا ہے۔

"سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الْاَرْضِ ۚ-وَ هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ(۱)هُوَ الَّذِیْۤ اَخْرَ جَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ دِیَارِهِمْ لِاَوَّلِ الْحَشْرِ ؕۚ-مَا ظَنَنْتُمْ اَنْ یَّخْرُجُوْا وَ ظَنُّوْۤا اَنَّهُمْ مَّانِعَتُهُمْ حُصُوْنُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَاَتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ حَیْثُ لَمْ یَحْتَسِبُوْاۗ-وَ قَذَفَ فِیْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ یُخْرِبُوْنَ بُیُوْتَهُمْ بِاَیْدِیْهِمْ وَ اَیْدِی الْمُؤْمِنِیْنَۗ-فَاعْتَبِرُوْا یٰۤاُولِی الْاَبْصَارِ"[37]

اللہ کی پاکی بیان کی ہر اس چیز نے جو آسمانوں میں اور جو زمین میں ہے اور وہی بہت عزت والا، بڑا حکمت والا ہے۔ وہی ہے جس نے ان کافر کتابیوں کو ان کے گھروں سے ان کے پہلے حشر کے وقت نکالا۔ تمہیں گمان نہ تھا کہ وہ نکلیں گے اور وہ سمجھتے تھے کہ ان کے قلعے انہیں اللہ سے بچالیں گے تو اللہ کا حکم ان کے پاس وہاں سے آیا جہاں سے انہیں گمان بھی نہ تھا اور اس نے ان کے دلوں میں رُعب ڈال دیا وہ اپنے گھروں کو اپنے ہاتھوں سے اور مسلمانوں کے ہاتھوں سے ویران کرتے ہیں تو اے آنکھوں والو! عبرت حاصل کرو۔

قرآن کا یہ فرمان بھی ہمیں یہ پیغام دیتا ہے پہلی قوموں کی زندگیوں سے عبرت حاصل کرو اور ان کے اعمال کو سامنے رکھ کر اپنی زندگیوں کو اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع و اطاعت میں گزارو اور عبرت کا صحیح منظر اس جگہ کے اوپر جا کے دیکھا جا سکتا ہے جہاں پر آج بھی ان کو موقع آثار موجود ہیں جو خالق کتاب پڑھنے سے حاصل نہیں ہوتا۔

نمبر5: حفظان صحت اور سیاحت

حفظان صحت اور سیاحت اسلام کے اندر اللہ تعالی کی دی گئی نعمتوں کی قدر کرنے کی ترغیب دی گئی ہے اور قرآن کریم میں ارشاد ربانی ہے:

"وَ اِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَاؕ-اِنَّ اللّٰهَ لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ"[38]

اور اگر تم اللہ کی نعمتیں گنو تو انہیں شمار نہیں کر سکو گے، بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

قرآن کریم میں نعمتوں کے بارے میں فرمایا گیا ہے کہ انہیں شمار کرنا ممکن نہیں ان میں سے ایک لازوال نعمت صحت بھی ہے اور یہ ایک ایسی نعمت ہے جو ہزار نعمتوں سے بڑھ کر ہے حصول صحت کے لئے جہاں دیگر اور ذرائع ہیں وہی ایک خوبصورت ذریعہ مختلف سیاحتی مقامات کی سیر بھی ہے اسی لیے شاید بعض اطباء مریضوں کو دوائی کے بجائے کسی خاص علاقے میں قیام کا مشورہ دیتے ہیں یہاں کی فضا اس مریض کے لیے بہتر ہوتی ہے اور وہ مریض جب وہ آجاتا ہے تو اس کی صحت پر حیرت انگیز اثرات مرتب ہونا شروع ہو جاتے ہیں شاید اسی لیے بانی پاکستان قائد اعظم رحمۃ اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے کوئٹہ میں قیام کا مشورہ دیا تھا اور صحت ایسا ضروری اس پیکٹ ہے جس کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا کیوں کہ جملہ امور زندگی کو سرانجام دینے کے لئے انسان کا صحت مند ہونا ضروری ہے۔

سیاحت اسلام کی ترویج واشاعت میں مدومعاون:

اشاعت دین کے اندر جتنا دیگر جدید ذرائع کا عمل دخل ہے وہیں پہ سیاست کی اہمیت کو بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا بالخصوص اگر برصغیر کی جغرافیائی کفیت کا احاطہ کیا جائے تو یہ بات اظہر من الشمس ہو جاتی ہے کہ برصغیر میں اسلام کے پھیلانے میں علمائے کرام صوفیائے کرام کے اس پار کو بہت زیادہ اہمیت حاصل ہے دین کی تبلیغ کے لیے سفر کرنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مطہرہ سے بھی ثابت ہے جیسا کہ آپ کا طائف کا سفر کرنا۔[39]

اگر حضور نبی کریم علیہ صلاۃ وسلام کا حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالی عنہ کو مدینہ منورہ کی طرف روانہ کرنا تاکہ وہ مدینہ منورہ کے لوگوں کو دین اسلام کی مبادیات کے حوالے سے آگاہ کریں یہ بھی اس امر کے اوپر دلالت کرتا ہے کہ تبلیغ دین کے لئے سفر کرنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مطہرہ ہے۔[40]

بندہ مومن جب بھی سیر وسیاحت کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے پیش نظر مندرجہ بالا مقاصد ہوتے ہیں اور ان مقاصد کے تحت سفر کرنا نہ صرف جائز ہے بلکہ بعض حالات میں ضروری بھی ہے مفتیان کرام نے بھی اس حوالے سے مفتیان کرام نے بیں حوالے سے رہنمائی فرمائی ہے۔

سیر وسیاحت کا شرعی حکم:

سوال: میرا مشغلہ سیاحت ہے اور میں کچھ انفرادی نوعیت کی جگہوں پر سفر کرتا ہوں یعنی تاریخی اور مذہبی مقامات کا سفر کرتا ہوں، اس کے علاوہ مقامی مذہبی اجتماعات میں بھی شرکت کرتا ہوں آیا سیر وسیاحت کرنا شرعاً جائز ہے؟۔

جواب: احکامات شریعت کی پابندی کرتے ہوئے شرعاً سیر وسیاحت کی گنجائش ہے بشرطیکہ اس سے مقصود عبرت حاصل کرنا ہو اور لہو ولعب میں پڑنا مقصود نہ ہو البتہ نیک مقاصد اور تبلیغ دین کے لیے سیاحت کو اختیار کرنا پسندیدہ عمل ہے۔

"قولہ تعالیٰ: قل سیروا فی الارض فانظروا کیف کان عاقبۃ المکذبین"۔

ماخذ: دار الافتاء جامعہ اشرفیہ لاہور، فتوی نمبر: 469

السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته۔

اکثر دیکھا جاتا ہے کہ ہم مسلمان سیر وتفریح کے لئے کسی کافر ملک کا انتخاب کرتے ہیں کیا سیر وسیاحت کے لئے ایسے ممالک میں جانا جائز ہے جہاں غیر مسلم لوگوں کی حکومت ہو؟۔

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال،

وعلیکم السلام ورحمة الله وبرکاته!

الحمد لله، والصلاة والسلام علىٰ رسول الله، أما بعد!

کفار کے ممالک کی طرف بوقت ضرورت سفر کرنا جائز ہے، لیکن اس کے لئے تین شرائط کا پایا جانا ضروری ہے جو حسب ذیل ہیں:

☆اس کے پاس شرعی علم اس قدر ہو کہ وہ کفار کے شکوک وشبہات کا شافی جواب دے سکے۔

☆اس پر دینی رنگ اس قدر غالب ہو کہ غیر مسلم لوگوں کی تہذیب سے متاثر نہ ہو سکے۔

☆اسے سفر کرنے کی کوئی حقیقی ضرورت ہو جو اسلامی ممالک میں پوری نہ ہو سکتی ہو۔

اگر مذکورہ شرائط کسی میں نہیں پائی جاتی تو اسے غیر مسلم ممالک کا سفر نہیں کرنا چاہیے، کیونکہ اس میں اس کے اخلاق وکردار کے بگڑ جانے کا اندیشہ ہے، ہاں اگر علاج یا تعلیم وغیرہ کے حصول کے لئے غیر مسلم ممالک میں جانا ہے جو اپنے ملک میں حاصل نہ ہو سکتی ہو تو مذکورہ شرائط کے ساتھ سفر کرنے میں چنداں حرج نہیں ہے، جہاں تک سیر وتفریح اور سیاحت کا تعلق ہے، اس کے لئے مسلم ممالک میں بہت سے تفریحی مقامات ہیں جنہیں دیکھا جا سکتا ہے لہٰذا اگر انسان کے پاس فرصت کے لمحات میسر ہوں اور وہ سیر وسیاحت کا شوق پورا کرنا چاہتا ہے تو اسے اپنے مسلم ممالک کا رخ کرنا چاہیے۔(واللہ اعلم)

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ اصحاب الحدیث

جلد4۔ صفحہ نمبر: 446

ان فتاوی جات کی روشنی میں یہ بات بھی سمجھ میں آتی ہے کے مخصوص مقاصد کے حصول کے لیے نہ صرف اندرون ملک بلکہ بیرون ملک بھی سیاحت کے لیے جانا جائز ہے۔

سوال:۔

کیا شرعی ضرورت کے بغیر صرف سیر وتفریح کی غرض سے سمندر میں سفر کرنا جائز ہے؟

جواب:۔
سمندری سفر مباح ہے، تاہم تجارت، جہاد، یا حج وعمرہ کی غرض سے سفر کرنا اولی ہے۔
احکام القرآن للجصاص میں ہے:
بَابُ إبَاحَةِ رُكُوبِ الْبَحْرِ:
وَفِي قَوْله تَعَالَى: {وَالْفُلْكِ الَّتِي تَجْرِي فِي الْبَحْرِ بِمَا يَنْفَعُ النَّاسَ} دَلَالَةٌ عَلَى إبَاحَةِ رُكُوبِ الْبَحْرِ غَازِيًا وَتَاجِرًا وَمُبْتَغِيًا لِسَائِرِ الْمَنَافِعِ; إذْ لَمْ يَخُصَّ ضَرْبًا مِنْ الْمَنَافِعِ دُونَ غَيْرِهِ. وَقَالَ تَعَالَى: {هُوَ الَّذِي يُسَيِّرُكُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ} [يونس: 22] ، وَقَالَ: {رَبُّكُمُ الَّذِي يُزْجِي لَكُمُ الْفُلْكَ فِي الْبَحْرِ لِتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ} [الإسراء:66]
وقوله: {وَلِتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ} قَدْ انْتَظَمَ التِّجَارَةَ وَغَيْرَهَا، كَقَوْلِهِ تَعَالَى: {فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلاةُ فَانْتَشِرُوا فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوا مِنْ فَضْلِ اللَّهِ} [الجمعة: 10] وَقَالَ تَعَالَى: {لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَبْتَغُوا فَضْلاً مِنْ رَبِّكُمْ} [البقرة: 198] .
وَقَدْ رُوِيَ عَنْ جَمَاعَةٍ مِنْ الصَّحَابَةِ إبَاحَةُ التِّجَارَةِ فِي الْبَحْرِ، وَقَدْ كَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ مَنَعَ الْغَزْوَ فِي الْبَحْرِ إشْفَاقًا عَلَى الْمُسْلِمِينَ. وَرُوِيَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ: لَا يَرْكَبُ أَحَدٌ الْبَحْرَ إلَّا غَازِيًا أَوْ حَاجًّا أَوْ مُعْتَمِرًا وَجَائِزٌ أَنْ يَكُونَ ذَلِكَ مِنْهُ عَلَى وَجْهِ الْمَشُورَةِ وَالْإِشْفَاقِ عَلَى رَاكِبِهِ. وَقَدْ رُوِيَ ذَلِكَ فِي حَدِيثٍ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ الْبَصْرِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُد قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إسْمَاعِيلُ بْنُ زَكَرِيَّا، عَنْ مُطَرِّفٍ، عَنْ بِشْرٍ أَبِي عُبَيْدِ اللَّهِ، عَنْ بَشِيرِ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَا يَرْكَبُ الْبَحْرَ إلَّا حَاجٌّ أَوْ مُعْتَمِرٌ أَوْ غَازٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، فَإِنَّ تَحْتَ الْبَحْرِ نَارًا وَتَحْتَ النَّارِ بَحْرًا" 1 وَجَائِزٌ أَنْ يَكُونَ ذَلِكَ عَلَى وَجْهِ الِاسْتِحْبَابِ لِئَلَّا يُغَرِّرَ بِنَفْسِهِ فِي طَلَبِ الدُّنْيَا وَأَجَازَ ذَلِكَ فِي الْغَزْوِ وَالْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ; إذْ لَا غَرَرَ فِيهِ; لِأَنَّهُ إنْ مَاتَ فِي هَذَا الْوَجْهِ غَرَقًا كَانَ شَهِيدًا.[41]
فقط واللہ اَعلم
فتوی نمبر: 144111200346
دار الافتاء: جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن[42]

سیاحت کے آداب:

اسلام ایک خوبصورت مذہب ہے اور زندگی کا کوئی گوشہ ایسا نہیں ہے جس کے متعلق رہنمائی ہمارے اسلام کے اندر موجود نہ ہوا گر ہم سیاحت کو لیں تو اس کے متعلق بھی آداب کا تذکرہ اور رہنمائی ہمیں اپنے مذہب سے ملتی ہے سفر کا حلال ہونا شرط ہے اور اس کے ساتھ ساتھ حلال کمائی کا ہونا بھی ضروری ہے اور اس کے لئے امیر قافلہ کا تقرر بھی ضروری ہے اور خواتین کے حوالے سے سیاحت کے امور سے متعلقہ مکمل رہنمائی ہمارے دین کے اندر موجود ہے خواتین جب جائیں تو محرم کے ساتھ جائیں اور باپردہ تشریف لے جائیں اور ایسی جگہ جہاں پر ان کی عزت محفوظ ہو اور ان کے محافظ بھی ان کے پاس موجود ہوں اس حوالے سے ہم یہاں پر چند آداب کا تذکرہ کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔

نمبر1:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔
حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الزُّبَيْرِ ، قَالَ : حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ، قَالَ : حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْأَنْصَارِيُّ ، قَالَ : أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيُّ ، أَنَّهُ سَمِعَ عَلْقَمَةَ بْنَ وَقَّاصٍ اللَّيْثِيَّ ، يَقُولُ : سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَلَى الْمِنْبَرِ ، قَالَ : سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، يَقُولُ : " إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ ، وَإِنَّمَا لِكُلِّ امْرِئٍ مَا نَوَى ، فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى دُنْيَا يُصِيبُهَا أَوْ إِلَى امْرَأَةٍ يَنْكِحُهَا ، فَهِجْرَتُهُ إِلَى مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ"۔

آپ ﷺ فرما رہے تھے کہ ”تمام اعمال کا دارومدار نیت پر ہے اور ہر عمل کا نتیجہ ہر انسان کو اس کی نیت کے مطابق ہی ملے گا۔ پس جس کی ہجرت (ترک وطن) دولت دنیا حاصل کرنے کے لیے ہو یا کسی عورت سے شادی کی غرض سے ہو۔ پس اس کی ہجرت ان ہی چیزوں کے لیے ہو گی جن کے حاصل کرنے کی نیت سے اس نے ہجرت کی ہے۔“[43]

اس حدیث مبارکہ میں کسی بھی عمل سے پہلے اس کی نیت کی اہمیت کو واضح کیا گیا ہے اس سے ہمیں یہ پتہ چلتا ہے کہ جب بھی کوئی جب بھی کوئی سفر کا ارادہ کرے تو اس کے لئے نیت کا درست ہونا ضروری ہے مثلا قدرتی مناظر سے قدرت الٰہیہ کا تصور تفکر فی الخلق سے اللہ کریم کے ساتھ قرب صالحین کی صحبت اسی طرح دنیاوی سفر کے لیے بھی اچھی نیت کا ہونا ضروری ہے مسئلہ راستے سے تکلیف کو دور کرنا دوسروں کے لئے آسانی پیدا کرنا۔

نمبر2:

سفر کی دعا:

سفر شروع کرنے سے پہلے سفر کی دعا پڑھ لینا بھی سنت نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے تاکہ اس سفر میں آنے والی تکلیف اور آزمائشوں سے اللہ کریم محفوظ فرمائے اور اس سفر کو سفر مظفر فرمائے اس حوالے سے بھی احادیث مبارکہ کے اندر سفر کے حوالے سے مختلف دعائیں مذکور ہیں حدیث مبارکہ میں آتا ہے۔

حَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ، حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ، أَنَّ عَلِيًّا الْأَزْدِيَّ، أَخْبَرَهُ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ عَلَّمَهُمْ؛ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "كَانَ إِذَا اسْتَوَى عَلَى بَعِيرِهِ خَارِجًا إِلَى سَفَرٍ، كَبَّرَ ثَلَاثًا، ثُمَّ قَالَ: «سُبْحَانَ الَّذِي سَخَّرَ لَنَا هَذَا، وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِينَ، وَإِنَّا إِلَى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُونَ، اللهُمَّ إِنَّا نَسْأَلُكَ فِي سَفَرِنَا هَذَا الْبِرَّ وَالتَّقْوَى، وَمِنَ الْعَمَلِ مَا تَرْضَى، اللهُمَّ هَوِّنْ عَلَيْنَا سَفَرَنَا هَذَا، وَاطْوِ عَنَّا بُعْدَهُ، اللهُمَّ أَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ، وَالْخَلِيفَةُ فِي الْأَهْلِ، اللهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ، وَكَآبَةِ الْمَنْظَرِ، وَسُوءِ الْمُنْقَلَبِ فِي الْمَالِ وَالْأَهْلِ»، وَإِذَا رَجَعَ قَالَهُنَّ وَزَادَ فِيهِنَّ: «آيِبُونَ تَائِبُونَ عَابِدُونَ لِرَبِّنَا حَامِدُونَ"۔

علی ازدی نے خبر دی کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے انھیں سکھایا کہ رسول اللہ ﷺ سفر پر نکلتے ہوئے جب اپنے اونٹ پر ٹھیک طرح سوار ہو جاتے تو تین مرتبہ اللہ اکبر کہتے، پھر فرماتے: سبْحانَ الذي سخَّرَ لَنا هذا وما كنَّا له مُقرنينَ ، وإنَّا إلى ربِّنا لمنقَلِبُونَ . اللَّهُمَّ إنَّا نَسألُكَ في سَفرِنا هذا البرَّ والتَّقوى ، ومِنَ العَمَلِ ما تَرْضى . اللَّهُمَّ هَوِّنْ علَيْنا سفَرَنا هذا وَاطْوِ عنَّا بُعْدَهُ ، اللَّهُمَّ أَنتَ الصَّاحِبُ في السَّفَرِ وَالخَلِيفَةُ في الأهْلِ . اللَّهُمَّ إِنِّيَ أَعُوذُ بِكَ مِنْ وعْثَاءِ السَّفَرِ ، وكآبةِ المنظَرِ وَسُوءِ المنْقلَبِ في المالِ والأهلِ۔

"پاک ہے وہ ذات جس نے اس (سواری) کو ہمارے لیے مسخر کر دیا ہے، حالانکہ ہم اسے قابو نہ رکھ سکتے تھے، بلاشبہ ہم اپنے رب کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔اے اللہ! ہم اپنے اس سفر میں تجھ سے نیکی، تقویٰ اور ایسے عمل کا سوال کرتے ہیں جسے تو پسند کرتا ہے۔اے اللہ! ہمارے اس سفر کو ہمارے لیے آسان بنادے اور ہمارے لیے اس کی دوری کو لپیٹ دے۔اے اللہ! سفر میں تو ہی ساتھی ہے اور گھر میں ہمارے پیچھے بھی تو معاملات چلانے والا ہے۔اے اللہ! میں سفر کی تکان، منظر کی غمگینی اور اہل وعیال میں بری واپسی سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔" اور جب آپ واپس آتے تو یہی کلمات کہتے اور ان میں یہ اضافہ فرماتے: آيِبُونَ تَائِبُونَ عَابِدُونَ لِرَبِّنَا حَامِدُونَ "ہم لوٹ کر آنے والے، (اللہ کی طرف) توجہ کرنے والے، بندگی کرنے والے (اور) اپنے رب کی تعریف کرنے والے ہیں۔[44]

مناسب وقت اور رفیق سفر کا انتخاب:

سفر کے لیے مناسب وقت اور اچھے دوست کا انتخاب کرنا بھی ضروری ہے اور اس حوالے سے بھی ہماری رہنمائی اسلام نے فرمائی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جمعرات والے دن سفر کرنا پسند فرماتے تھے اور صبح کے وقت میں برکت کی دعا فرمایا کرتے تھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جہاں رات کو سفر کی تلقین فرمائی ہے وہاں سخت گرمی میں سفر نہ کرنے کا فرمایا ہے اور ان تمام میں الگ الگ حکمتیں پنہاں ہیں اس حوالے سے ہمیں ایک حدیث مبارک کا تذکرہ کریں گے جو سفر کے لئے مناسب وقت کا تعین کرتی ہے۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ رضی الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی الله علیه وآله وسلم : "اِذَا سِرْتُمْ فِی الْخِصْبِ فَأَمْكِنُوا الرِّكَابَ أَسْنَانَہَا وَلَا تُجَاوِزُوْا الْمَنَازِلِ وَاِذَا سِرْتُمْ فِی الْجَدْبِ فَاسْتَجِدُّوا وَعَلَيْكُمْ بِالدَّلَجِ فَاِنَّ الْأَرْضَ تُطْوٰى بِاللَّيْلِ، وَاِذَا تَغَوَّلَتْ لَكُمُ الْغِيْلَانُ فَنَادُوا بِالْأَذَانِ، وَاِيَّاكُمْ وَالصَّلَاةَ عَلٰى جَوَادِّ الطَّرِيْقِ وَالنُّزُولَ عَلَيْہَا، فَاِنَّہَا مَأْوَى الْحَيَّاتِ وَالسِّبَاعِ، وَقَضَاءَ الْحَاجَةِ فَاِنَّہَا الْمَلَاعِنُ"۔[45]

سیّدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب تم سرسبز و شاداب زمین میں چلو تو اپنی سواریوں کو چرنے کے لیے چھوڑ دو، (مسافر لوگوں کے آرام کرنے والی) منزلوں سے تجاوز نہ کیا کرو، جب بنجر زمین میں سفر کرو تو تیزی سے چلا کرو اور رات کے اندھیرے میں سفر کیا کرو، کیونکہ رات کے وقت زمین لپیٹ دی جاتی ہے، اور جب جادو گر جن (لوگوں کو راستے سے گمراہ کرنے کے لیے) مختلف رنگوں اور شکلوں میں ظاہر ہوں تو اذان کہا کرو اور راستے کے درمیان میں نماز پڑھنے اور پڑاؤ ڈالنے سے بچو، کیونکہ یہ رات کو درندوں اور سانپوں وغیرہ کا ٹھکانہ ہوتے ہیں اور (راستے میں) پیشاب یا پاخانہ وغیرہ کرنے سے بھی بچو، کیونکہ یہ فعل لعنت کا سبب بنتا ہے۔سفر کے دوران جملہ معاملات کے حوالے سے یہ حدیث مبارکہ بھی ہماری رہنمائی فرماتی ہے۔

اسی طرح اچھے رفیق سفر کے حوالے سے بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رہنمائی فرمائی ہے جب بھی تم سفر اختیار کرو تو اس کے لیے کسی اچھے رفیق اور اچھے دوست کا اہتمام کرو۔حدیث مبارکہ میں آتا ہے:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی الله علیه وآله وسلم : "لَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِی الْوَحْدَةِ مَا سَارَ أَحَدٌ وَحْدَہٗ بِلَيْلٍ أَبَدًا"۔[46]

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر لوگ جان لیں کہ رات کو اکیلا سفر کرنے میں کیا نقصان ہے تو کوئی بھی رات کے وقت اکیلا سفر نہ کرے۔

ایک دوسرے موقع پر آقا کریم علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا۔

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ جَدِّهِ، أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَالَ: "الرَّاكِبُ شَيْطَانٌ وَالرَّاكِبَانِ شَيْطَانَانِ، وَالثَّلَاثَةُ رَكْبٌ"۔[47]

سیّدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اکیلا سفر کرنے والا سوار شیطان ہے اور دو سفر کرنے والے سوار بھی شیطان ہیں، البتہ تین کا قافلہ بن جاتا ہے۔

یہ حدیث مبارکہ سفر کے لیے از کم تین افراد کے ہونے کی طرف اشارہ کرتی ہے اور ان اعداد کے ساتھ ساتھ کچھ دیگر حدود و قیود کا خیال رکھنا بھی ضروری ہے۔

رزق حلال، ذرائع مواصلات، رہائش گاہ اور پاکیزہ خوراک حدود و قیود کے اندر رہتے ہوئے اور سیر و تفریح ان تمام آداب و شرائط کے ساتھ سیاحت کی اسلام اجازت دیتا ہے۔

نتائج وسفارشات:

مندرجہ بالا بحث کے نتائج اور سفارشات درج ذیل سطور میں الگ الگ ذکر کیے جاتے ہیں۔

- اسلام ایک مکمل دین ہے جو زندگی کے جملہ پہلوؤں کا احاطہ کرتا ہے ان میں سے ایک سیاحت بھی ہے۔
- سیاحت کا حکم قرآن وحدیث میں صراحت موجود ہے۔
- اسلام نے سیاحت کے لیے کچھ حدود و قیود کو بھی متعین فرمایا ہے۔
- اسلام نے سیاحت کے لیے مقاصد کا تعین بھی فرمایا ہے۔
- بے مقصد سیر وسیاحت کا اسلام قائل نہ ہے۔
- سیاحت کے اسلامی تصور کو لوگوں تک پہنچانے کی ضرورت ہے۔
- اسلامی سیاحت ملک کی تمام اکائیوں کو مضبوط کرتی ہے۔

سفارشات

- اسلامی سیاحت کے شعور سے آگاہی کے لیے مختلف کانفرنسز اور سیمینارز کا انعقاد کرنا جائے۔
- ان کانفرنس اور سیمینار کی سوشل اور قومی میڈیا پر مناسب کوریج کی جائے۔
- اسلامی سیاحت کو مطالعہ پاکستان میں بطور نصاب شامل کرنا جائیں۔
- وزارت صحت سے غیر اسلامی چیزوں کو ختم کر کے پوری وزارت کو اسلامی اصولوں پر استوار کیا جائے۔
- سیاحتی مقامات پر تمام تر ممکنہ معلومات کو سیاحین تک پہنچانے کے لیے گائیڈ کا اہتمام کیا جائے۔
- ہوٹل اور ریستوران کے اندر خواتین و حضرات کے لیے الگ الگ بندوبست کیا جائے ایسے ہی ٹرانسپورٹ کے اندر بھی خواتین کی نشستوں کو مردوں سے الگ رکھا جائے۔
- ہر سطح پر اسلامی سیاحت کی سرپرستی کی جائے۔

حوالہ جات:

[1] الحجر 29:15

[2] جلال الدین سیوطی، مترجم مولانا محمد عبدالاحد قادری، تاریخ الخلفاء (لاہور: ممتاز اکیڈمی)

[3] محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، (لاہور: پروگریس بکس) حدیث نمبر 952

[4] لویس مالوف، المنجد، (لاہور: خزینہ علم وادب) ص 408

[5]مولوی سید احمد دہلوی، فرہنگ آصفیہ،(لاہور: رفاہ عامہ پریس)ج 3،ص 148

[6]الانشراح 7:94

[7]الانعام 11:06

[8] محمد بن احمد بن ابو بکر القرطبی، الجمع لاحکام القران،(لاہور: ضیاء القرآن پبلی کیشنز)

[9]العنکبوت 20:29

[10]الروم 30:42

[11]سید محمد احمد قادری، تفسیر حسنات،(لاہور: ضیاء القرآن پبلی کیشنز)ص

[12]السبا 18:34

[13]پیر محمد کرم شاہ الازہری، ضیاء القرآن،(لاہور: ضیاء القرآن پبلی کیشنز)

[14]یونس 10:22

[15]محمد 10:47

[16]الحج 46:22

[17]عبداللہ بن احمد النسفی، مدارک التنزیل وحقائق التاویل،(بیروت: دار الکلم اطیب)

[18]بنی اسرائیل 1:15

[19]ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ الترمذی، السنن،(لاہور: مکتبہ اہل سنت)رقم الحدیث 1905

[20]محمد بن اسماعیل البخاری، الجامع الصحیح،(لاہور: پروگریسو بکس)رقم الحدیث 3887

[21]ایضاً، رقم الحدیث 2899

[22]مسلم بن الحجاج القشیری، الجامع الصحیح،(لاہور: مطبوعہ دار الاحسان)رقم الحدیث 1397

[23]علامہ ابن حجر العسقلانی، فتح الباری،(بیروت: دار طیبۃ للنشر والتوزیع)

[24]احمد بن محمد بن حنبل، الناشر مؤسسۃ الرسالہ حدیث نمبر 7218

[25]ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ الترمذی، السنن،(کراچی: مکتبہ اہل سنت)رقم الحدیث 2646

[26]محمد بن اسماعیل البخاری، الجامع الصحیح،(لاہور: پروگریسو بکس)رقم الحدیث 5211

[27]ایضاً، رقم الحدیث

[28]ایضاً، رقم الحدیث 5443

[29]محمد بن اسماعیل البخاری، الجامع الصحیح،(لاہور: پروگریسو بکس)رقم الحدیث 4200۔

[30]امام ابی بن عبداللہ بن محمد بن عبدالبر القرطبی، بہجۃ المجالس،(بیروت: دار الکتب العلمیہ)

[31]محمد بن احمد قایماز، سیر اعلام النبلاء،(بیروت: دار الکتب العلمیۃ)ج 5،ص۔ 421

[32]ابو عمر یوسف بن عبداللہ بن محمد بن عبداللہ النمری، بیان العلم وفضلہ،(الدمام: دار ابن الجوزی)رقم الحدیث 659۔

[33]محمد بن احمد بن عثمان بن قایماز، سیر اعلام النبلاء،(بیروت: دار الکتب العلمیہ)ج 5،ص 421۔

[34]احمد بن علی بن عبدالقادر المقریزی، امتناع الاسماع،(بیروت: دار الکتب العلمیہ)ج 2ص 188

[35]العلق 1:96

[36]خیر الدین بن محمود بن محمد بن علی الزرکلی دار العلم للملایین

[37]الحشر 9:1-3

[38]النحل 18:16

[39]پیر محمد کرم شاہ الازہری، ضیاء النبی، (لاہور: ضیاء القرآن پبلی کیشنز) ج2

[40]ایضاً، ج2

[41]ابو بکر جصاص، احکام القرآن، (بیروت: دار الکتب العلمیۃ) ج1، ص128۔

[42]دار الافتاء، (کراچی: جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن) فتوی نمبر: 144111200346

[43]محمد بن اسماعیل البخاری، الجامع الصحیح، (لاہور: مطبوعہ پروگریسو بکس) رقم الحدیث 1

[44]مسلم بن حجاج القشیری، الجامع الصحیح، (کراچی: المسلم دار الاحسان) رقم الحدیث 1342

[45]احمد بن حنبل، مسند احمد، (بیروت: دار الکتب العلمیہ) رقم الحدیث نمبر 12328

[46]ایضاً، رقم الحدیث 5908

[47]ایضاً، رقم الحدیث 6728